37666-افطاری کا اجرو ثواب کسے حاصل ہوگا

سوال

ہمیں یہ تو علم ہے کہ رمضان المبارک میں افطاری کروانے کا بہت زیادہ اجرو ثواب ہے ، لیکن میں آپ سے مندرجہ ذیل سوال پوچھنا چاہتا ہوں :
وہ روزے دار کون ہوگا ؟ کیا اسے افطاری کرائی جائے جس کے پاس افطاری کرنے کے لیے کچھ بھی نہ ہو، یا پھر کوئی مسافر ہونا چاہیے ؟ یا کسی بھی شخص کو افطاری کروائی جاسکتی ہے چاہے وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو؟
میرے سوال کا سبب یہ ہے کہ ہم امریکہ میں رہائش پزیرہ ہیں اور یہاں پر بسنے والے اکثر مسلمان اچھی اور آسان زندگی بسر کر رہے ہیں ، اور ایک دوسرے پر فخر کرنے کے لیے افطاری کرواتے ہیں ۔ ۔ ۔ (یعنی فلاں شخص بڑی عزت وتکریم والا ہے اور فلاں عورت بڑا اچھا کھانا پکاتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ وغیرہ) ؟

پسندیدہ جواب

روزہ دار کو افطاری کروانے کا بہت زیادہ اجرو ثواب حاصل ہوتا ہے ، اس کے اجرو ثواب کا ذکر کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اس طرح فرمایا :

(جوکسی کو روزہ افطار کرواتا ہے اسے بھی روزہ دار جتنا ہی ثواب حاصل ہوتا ہے ، اور روزہ دار کے اجرو ثواب میں کچھ بھی کمی نہیں ہوتی) سنن ترمذی حدیث نمبر (708) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح الترغیب والترھیب (1078) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ، آپ مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (12598) کے جواب کا مطالعہ کریں ۔

یہ ثواب ہر افطاری کروانے شخص کو حاصل ہوتا ہے ، جس میں یہ کوئی شرط نہیں کہ روزہ دار غریب مسکین اور فقیر ہو، اس لیے کہ یہ افطاری کوئی صدقہ وخیرات تو نہیں کہ اس کے لیے غریب و مسکین ہونا شرط ہو، بلکہ یہ افطاری تو بطور ہدیہ ہے ، اور ہدیہ میں یہ شرط نہیں کہ جسے ہدیہ دیا جارہا ہے وہ غریب و مسکین اور فقیر ہو بلکہ ہر غریب وفقیر اور مالدار کو ہدیہ دینا جائز ہے ۔

اور کھانے کی وہ دعوتیں جو صرف اور صرف غرور فخر اور تکبر کرنے لیے کی جاتی ہیں وہ صحیح نہیں بلکہ ایسی دعوت مذموم ہے ، ایسی دعوت کرنے والوں کو کوئی اجرو ثواب حاصل نہیں ہوگا ، بلکہ ایسا کرنے سے اس نے اپنے آپ کو خیر و بلائی سے محروم کرلیا ہے ۔

اور جس شخص کو اس قسم کی دعوت دی جائے اس کے بھی لائق نہیں کہ وہ اس طرح کی دعوتوں میں شریک ہو، بلکہ اسے ان دعوتوں میں شریک ہونے سے معذرت کرلینی چاہیے ، لیکن اگر اس دعوت میں شریک ہوکر دعوت کرنے والے شخص کو احسن اسلوب میں نصیحت کرنی ممکن ہو یہ ایک اچھا اور مستحسن اقدام ہوگا ہوسکتا ہے وہ قبول کرتے ہوئے اس کام کو آئندہ نہ کرے ۔

اسے نصیحت کرنے میں مباشر کلام کرنے سے بچنا چاہیے اور اسے عمومی قسم کی کلام کرتے ہوئے کسی خاص شخص کو نشانہ نہیں بنانا چاہیے اور بات چیت کرنے میں نرم رویہ اختیار کیا جائے تاکہ قبول کرنا آسان ہو۔

بات چیت میں نرم رویہ اور احسن اسلوب اختیار کرنا اور سخت و ترش کلام سے اجتناب کرنا نصیحت قبولیت میں زیادہ مناسب ہوتا ہے ، مسلمان شخص اس پر حریص ہوتا ہے کہ اس کا بھائی نصیحت اور حق قبول کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہو۔

جیسا کہ جب صحابہ کرام سے کچھ کمی و کوتاہی ہوجاتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا انکار ایسے انداز میں کرتے تھے کہ کسی کو محسوس بھی نہیں ہوتا تھا آپ فرمایا کرتے تھے کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسے ایسے کرتے ہیں ؟

کیونکہ اس اسلوب سے مطلوبہ مصلحت اور مقصد حاصل ہوجاتا ہے ۔

واللہ اعلم .